"مقالاتِ خواجۂ علم وفن"

کے جدید ایڈیشن کے اِجرا کے موقع پر ان کی خصوصیات پر ایک اہم تحریر

بقلم: علاّمہ مفتی فیضان المصطفیٰ قادری گھوسی

"مقالاتِ خواجۂ علم وفن" علوم وفنون کا ایک خزانہ

پورنیہ (صوبہ بہار انڈیا) میں ۱۹۳۴ء میں ایک ہونہار بچے کی ولادت ہوئی، جو آگے چل کر امام المعقولات، خواجۂ علم وفن، اور رمز شناسِ علوم وفنونِ رضا کی حیثیت سے جانے پہچانے گئے۔ حضرت ملک العلماء علاّمہ ظفر الدین بہاری، اور حضرت علاّمہ محمد سلیمان بھاگلپوری سے شرف تلمذ رہا۔ ۱۹۵۶ء میں "مَظہرِ اسلام" بریلی شریف سے فراغت ہوئی، پھر وہیں سے تدریس کا آغاز فرمایا، اور ساٹھ ۶۰ سال تک ملک کے مختلف علمی مراکز میں درس وتدریس کے ذریعہ، علوم وفنون کے دریا بہاتے رہے، دقائق کے رُخ سے پردے ہٹاتے، اور اور حقائق کی دنیا کی سیر کراتے ہوئے، کبھی ریاضی کے دریا میں غوطے لگوائے، کبھی ہیئت وطبعیات کے سمندر کی مَوجوں کے حوالے کیا، فلکیات تک پہنچے تو وہاں بھی حقائق کی کھوج لگائی، اور شُعور وآگہی کے تارے توڑ کر لائے، اور طالبین کے خوانِ نعمت پر سجادیا!۔

تجربہ ہے کہ جو جتنا دماغی کام کرتا ہے، اسی قدر بود وباش میں پراگندہ حال ہوتا ہے! فلاسفہ کے بکھرے بکھرے بال اور لمبی لمبی داڑھی مونچھیں، شغل واشغال میں ان کے جنون کی کہانیاں بیان کرتے ہیں! مگر تاریخ نے بہت کم ایسا معقولی دیکھے ہوں گے، جن کی اداؤں سے نَفاستوں کے آبشار پھوٹتے ہوں، اور جن کا دامن ہمہ دم اتنا اُجلا رہتا ہو، کہ تاریک راتوں کے مسافر اس سے اُجالوں کی خیرات مانگتے ہوں! ہاں وہی خواجہ مظفر حسین جو کہنے کو ایک "مولانا صاحب" تھے، لیکن جہاں بہت سارے علماء کے فکر وفن کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں، وہاں سے ان کے سوچنے کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ وہ دینی علوم وفنون کے نکتہ شناس تو تھے ہی، ساتھ ہی عقلی علوم میں ان کے مَدارج کا اندازہ لگانے والا اس دَور میں پیدا نہیں ہوا!۔

آپ نے اپنی پچاس ۵۰ سالہ علمی زندگی میں نہ جانے کتنے تحقیقی مقالات لکھے! کتنے مشکلات ومعضَلات حل کیے! فکر وفن کی کتنی گتھیاں سلجھائیں! کسی کو نہیں معلوم! ان مفکرین کا بھی عجیب حال ہے

کہ انہیں اپنے کارناموں کی بھی فکر نہیں ستاتی! انہیں لکھنے سے کام!، پھر وہ مضامین اور مقالات کدھر جارہے ہیں؟ ان کی حفاظت کیسے ہوگی؟ کچھ پروا نہیں! بس پروا ہوتی ہے تو اس بات کی کہ فُلاں دقیقہ کیسے حل کیا جائے؟! اور فُلاں مسئلہ کیسے واشگاف کیا جائے؟! جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوا، فکر وفن کو مہمیز لگائی، اور مغلقات کو چڑھتے سورج کی مانند آشکار کردیا، بس کام ہوگیا! ایسے نہ جانے کتنے مقالات ہوں گے جن کا کوئی ریکارڈ نہیں!۔

خدا بھلا کرے ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی کا، جنہوں نے خواجہ صاحب کی حیات میں ہی، ان کے مقالات کو جمع کرنے کا پلان بنایا، اور جو کچھ بن پڑا کر گزرے! اور آج خواجۂ علم وفن کے مقالات کا یہ مجموعہ جو ہمارے پیشِ نظر ہے، اس کی اصل انہیں کی کاوِشوں کا ثمر ہے!۔

مقالات کی خصوصیات:

خواجۂ علم وفن کے مقالات میں کیا کچھ ہے؟ اس کی قرار واقعی وقعت واَہمیت بیان کرنا بہت مشکل ہے؛ کیونکہ ان کے مَدارک ہم لوگوں کی پہنچ سے باہر ہیں! اس میں موجود تحقیقات واکتشافات، توضیحِ مشکلات ومُعضلات، وتشریحِ دقائق وحقائق کی بنا پر، بس اتنا کہا جاسکتا ہے کہ "معقولات کے طالبین کے لیے یہ ایک سرمایہ ہے"۔ ان مقالات کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

(۱) ان مقالات میں جابجا ایسے مواد موجود ہیں، جن کے متعلّق اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان کا ماخذ کیا ہے؟ کسی کتاب سے ماخوذ ہیں؟ یا خود خواجہ صاحب کے فکر وفن کے تلاطم کی پیداوار ہیں؟ امام کمال الدین ابن الہمام صاحبِ "فتح القدیر" فرماتے ہیں کہ "میں معقولات میں کسی کی تقلید نہیں کرتا"، اس طرزِ عمل کی جھلک ہمیں خواجۂ علم وفن کی تحریروں میں نظر آتی ہے۔

(۲) معقولات کا میدان ایسا میدان ہے، جس میں قدیم وجدید کا بہت بڑا خلا ہے۔ دینی اداروں سے وابستہ حضرات جو معقولات کے شہسوار ہیں، انہیں عصری علوم کے اُسلوب اور مواد سے کوئی سروکار نہیں، دوسری طرف عصری دانشگاہوں کے ماہرین کو طبعیات کی قدیم اَبحاث، جو جدید اَبحاث کی بنیاد ہیں، ان کی اَبجد بھی معلوم نہیں۔ لیکن خواجہ صاحب جب معقولات پر لکھتے ہیں تو قدیم وجدید کا ایسا سنگم تیار کرتے ہیں، جس کا نظارا ہر ایک کے لیے دیدہ زیب اور لائقِ رشک ہوتا ہے!۔

(۳) معقولات کی کتابیں زبان وبیان کے اعتبار سے بڑی سادہ ہوتی ہیں، ان میں اشارات وکنایات، مَعانی، بیان وبدیع کے صنائع ومَحاسن کا کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا؛ کیونکہ مسئلے کی اپنی دقّت اور پیچیدگی تقاضا کرتی ہے کہ طالب پر اُسلوبِ بیان، نُدرتِ تراکیب اور صنائع وبدائع کا اضافی بوجھ نہ ڈالا جائے۔ اس وجہ سے ان کتابوں میں تعبیرات کی خوبی، اور بیان کی دلکشی نام کو نہیں ہوتی، روکھے سوکھے الفاظ وتعبیرات سے ہی کام چلایا جاتا ہے۔ مگر خواجہ صاحب کے یہاں ایسا نہیں ہے! آپ ہر فنّی مضمون کا آغاز زبان وبیان کی خوبصورت تعبیرات سے کرتے ہیں، اور انتہاء تک اپنے معیاری اُسلوب سے نیچے نہیں اُترتے، بلکہ کہیں کہیں کسی دقیقہ کی توضیح یا توجیہ میں آپ کا اقتباس، اتنا دلکش ہو جاتا ہے جسے بجا طور پر اُردوئے معلّی کا نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے!۔

(۴) فقہیّات میں بھی آپ کے نوادر کی کمی نہیں، اس مجموعہ میں چند مضامین آپ کو فقہیّات کے باب سے ملیں گے، خصوصًا ایک مقالہ "اعضاء کی پیوند کاری" ہے، جس کو پڑھنے سے لگتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کے اندرون سے کوئی طبیبِ حاذِق بول رہا ہے! جس کو حکمت وطبابت کی اصطلاحات واَدوِیہ، مجرّدات ومرکّبات کے خواص واثرات کا بخوبی علم اور تجربہ ہے! اور ترقی یافتہ میڈیکل سائنس کے نشیب وفراز سے بھی بخوبی واقف ہیں! اور نت نئی سائنسی تحقیقات سے بے خبر نہیں!۔ یہ مضمون علماء وطلباء کے لیے کھلا پیغام ہے، کہ ایک فقیہ اور مفتی کے لیے ہر فن میں بقدرِ کفایت بصیرت ضروری ہے!!۔

اس مجموعہ کا ابتدائی مضمون "عالمگیری میں مُندرِج ایک مسئلہ کا حل" ہی آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے!۔ "عالمگیری" میں منقول ایک مسئلے کا ایسا حل پیش کیا ہے، کہ اس دَور میں فقہ وفتاویٰ سے شغف رکھنے والے حضرات کے لیے بھی اس کا حل آسان نہیں تھا!۔ اسی طرح آپ نے اپنے مضمون "لاؤڈاسپیکر کی آواز اصلی یا نقلی" میں گنبد سے ایک خاص طریق پر پلٹتی ہوئی آواز سے، سجدۂ تلاوت کے وُجوب کا قول کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بالکل نئی تحقیق ہے، اور معقول توجیہ پر مشتمل ہے۔

(۵) اس مجموعہ میں بہت مضامین ایسے بھی ہیں، جن پر اب تک کسی نے لکھنے کی ہمت نہیں کی، مثلاً علم تکسیر، علم جَفَر وغیرہ، جن کے مَبادیات سے بھی ہم ناواقف ہوتے ہیں، اگر ان مقالات کو توجہ سے پڑھ لیا جائے، تو اس فن میں کچھ نہ کچھ بصیرت حاصل ہو جائے گی!۔ اس مجموعہ مقالات میں اعلیٰ حضرت

قدّس سرّہٗ کے علمِ جفَر کے متعلق ایک جامع مضمون ہے، علمِ جفر کے تعارُف میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے، وہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے، کہ اس میدان میں خود آپ نے بھی بہت کچھ سَر کر لیا ہے !۔

(۶) اس دَور میں علمِ ہیئت وتوقیت ونجوم کی اہمیت سب کو معلوم ہے، مگر اس کے جانکار خال خال ہیں، بلکہ ناپید ہوتے جارہے ہیں! اس مجموعہ مقالات میں ان موضوعات پر متعدّد مضامین ہیں، خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا تو یہ خاص میدان ہے۔ "زبدۃ التوقیت" پر خواجۂ علم وفن کا مقدّمہ **"فوائد التوقیت"** جو اس مجموعہ میں شامل ہے، وہ اس فن کے متن کی حیثیت رکھتا ہے، شائقین کو چاہیے کہ کے ان مضامین کا اچھی طرح مطالعہ کریں، اور انہیں اپنی ذاتی لائبریری میں محفوظ کرلیں!۔

(۷) رضویات کی تشریح کا ملکہ: خواجہ صاحب چونکہ حضور ملک العلماء کے فیض یافتہ ہیں، اس لیے بہت حد تک اعلیٰ حضرت قدّس سرّہٗ کے تحریری مزاج سے واقف ہیں، اسی لیے جب آپ ان کی عبارتوں کی شرح کرتے ہیں، تو لگتا ہے کہ آپ کو ہی تشریح کا حق حاصل ہے!۔ اعلیٰ حضرت کے علوم کی تشریحات میں آپ نے کافی سے زائد مواد چھوڑے ہیں۔ امام احمد رضا کی تفقّہ شناسی کے تو درجنوں ماہر مل جائیں گے، لیکن معقولاتِ رضا کے رمز شناس ملک العلماء کے بعد، تنہا خواجۂ علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین ہی ہیں!۔ اور ہیئت، وتوقیت، وزیجات، ولوگارثم، وعلمِ مثلّث کُروی جیسے فنونِ رضا پر تو، لگتا ہے بس انہیں کی اِجارہ داری رہی!۔ اس حوالے سے اس مجموعہ میں متعدّد مقالات موجود ہیں۔

مذکورہ خصوصیات تو ہم نے بطورِ مثال پیش کی ہیں، ورنہ اس مجموعہ کی خوبیاں بیان سے باہر ہیں! میں جب جب اس کی ورق گردانی کرتا ہوں، لگتا ہے کچھ نہ کچھ نیا تازہ ہے جسے پڑھ لینا چاہیے!۔ خواجہ صاحب کی تحریروں میں کیا کچھ ہوگا؟ اس کا اندازہ آپ کے ہی ایک اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

"یہ ہیچمداں درسگاہوں میں چلنے والی معیاری کتابوں کے علاوہ، ہیئت وہندسہ، توقیت ومَساحت، جبرومقابلہ، ارثماطیقی، مثلّث مسطّح، مثلّث کُروی، زیج، اعمالِ ستّینیہ، عمل بالخطائین، علم الاسطرلاب، علم الرُبع المجیب، علم الحساب، علمِ لوگارثم، علمِ جفَر، مَناظر ومَرایا، رَمل وتکسیر، علم الاَبعاد، وغیرہ وغیرہ علوم وفنون کا مطالعہ جاری رکھا، ان علوم وفنون میں ظاہراً میرا کوئی استاذ نہیں"۔

اس مجموعہ کی ترتیبِ جدید کے بارے میں:

خواجۂ علم وفن کے مقالات کے مجموعہ کا پہلا ایڈیشن، آپ کی حیات میں ہی منظرِ عام پر آگیا تھا، مگر آپ کے بالکل آخری دَور میں اس کی طباعت واِشاعت عمل میں آئی۔ یہ ایڈیشن حضرت مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی – مدظلہ العالی – کی کوششوں سے مرتّب ہو سکا۔ انہوں نے بڑے جتن سے خواجہ صاحب کے وہ تمام مقالات جمع کیے جو میسر ہو سکے، لیکن ان کے بقول کام میں عجلت کے سبب پہلے ایڈیشن کی باضابطہ تدوین اور تہذیب نہ ہو سکی، جس کے سبب کمپوزنگ کی غلطیوں کی کثرت ہوئی، اور ہر ہر صفحے پر اَغلاط کی کثرت کے سبب متعدّد مقالات نے اپنی معنویت اور اِفادیت کھودی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے پیش لفظ میں اس ترتیب کی پوری سرگزشت بیان کرتے ہوئے "اَغلاط دَر آئیں، اور تصحیح کا عمل نہ ہو پانے" کے اسباب ذکر کیے ہیں۔ آج اس مجموعہ کا دوسرا ایڈیشن بقدرِ استطاعت، تدوین وتہذیب اور اصلاح وتقدیم کے ساتھ جو منظرِ عام پر آرہا ہے، تو بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی وہ کاوِشیں اَب رنگ لائیں!۔

اس جدید ایڈیشن کی تدوین وتہذیب میں کافی سے زائد محنت کی گئی ہے، اس سلسلے میں مَساعیٔ جمیلہ کا سہرا اس دَور کی عظیم ترین علم دوست شخصیت، حضرت ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا صاحب میمن تحسینی ابوظبی کے سر جاتا ہے!۔ انہوں نے خود بھی توجہ فرمائی، اور اپنی پوری ٹیم کو اس کام پر لگایا۔ ان کے "ادارۂ اہلِ سنّت کراچی" میں موجود متعدّد افراد نے تخریج کا پورا اہتمام کیا، اور اس کی اصلاح وتزیین میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا!۔ اس عمل میں آپ کی ٹیم نے جو جانفشانی کی ہے، پھر اس فقیر نے جتنا وقت لگایا، اور حل طلب مقامات کو حل کرنے میں جو کاوشیں کی ہیں، ان کی ایک پوری داستان ہے! اس داستان کو خود مفتی محمد اسلم رضا صاحب ہی بخوبی بتا سکتے ہیں!۔

ہم نے موضوعاتی ترتیب کے اعتبار سے، اس مجموعہ کے مقالات کو ایک نئی شکل دیدی ہے، یعنی جو موضوع کے اعتبار سے متعدّد مقالات الگ الگ مقامات پر تھے، ہم نے ایسے تمام مقالات کو ایک ساتھ کر دیا ہے۔

جدید ایڈیشن کی خصوصیات:

(۱) تمام مقالات کو جدید علمی ترتیب پر رکھا گیا ہے۔

(۲) پہلے ایڈیشن میں کمپوزنگ کے اَغلاط کی اصلاح کا بھرپور اہتمام کیا گیا ہے۔

(۳) اَعداد وحسابات میں درستگی کی حتی الاِمکان کوشش کی گئی ہے۔

(۴) اقتباسات کی تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(۵) جابجا مصنّف کی پیش کردہ معلومات کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔

(۶) جن مقامات سے مضامین کے اقتباسات، بلکہ صفحات غائب ہو گئے تھے، انہیں حاصل کر کے ان مقامات پر شامل کر دیا گیا ہے۔

(۷) مقدّمہ میں مختلف فنون کا تعارُف اور اصطلاحات درج کر دی گئی ہیں، جن سے طلبہ کو متعدّد مقالات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اَحباب کو سلامت رکھے، جنہوں نے اس جدید ایڈیشن کی تیاری میں کسی طرح کا تعاوُن کیا ہے، اور ہم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر، انہیں ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنا دے! آمین بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین، علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلاۃ التسلیم۔

فقیر **فیضان المصطفیٰ قادری** غفرلہ القوی

۲۵/ جون ۲۰۲۱ء